103422 ـ خاوند اور بیوی کا نفقہ کے متعلق اختلاف

سوال

میں دو برس سے شادی شدہ ہوں اور میری ایک بچی بھی ہے، میری بنیادی طور پر مشکل بیوی کے ساتھ گھریلو اخراجات کے متعلق ہے، میں آپ سے انصاف چاہتا ہوں تا کہ نہ تو بیوی پر ظلم ہو اور نہ ہی اپنی جان پر ظلم کا باعث بنوں.

میں ملازم ہوں اور میری تنخواہ (8360) ریال ماہانہ ہے، میری بیوی بھی ملازمت کرتی ہے اور اس کی تنخواہ (1880) ریال ہے، میں نے اپنے آپ سے یہ وعدہ کر رکھا ہے آئندہ مستقبل کے لیے ہر ماہ تین ہزار ریال بچا کر جمع کرتا رہوں گا تا کہ گھر وغیرہ کی تعمیر کر سکیں، اور باقی (5360) ریال گھریلو اخراجات میں صرف کرونگا، اور اس میں کچھ بچانے کی کوشش نہیں کرونگا، ہم متوسط قسم کے لوگوں میں شامل ہوتے ہیں، اور گھر اور بچی کے سارے اخراجات میں ہی برداشت کرتا ہوں، بیوی اپنا ذاتی خرچ یعنی اپنا لباس اور تحفے وغیرہ ہی خریدنے کی پابند ہے، لیکن وہ اپنی تنخواہ دو ہفتوں میں ہی اڑا دیتی ہے، میں اسے تنخواہ سے زائد رقم دیتا ہوں، حالانکہ اسے اس کی تنخواہ پوری آنی چاہیے، کیونکہ وہ گھریلو اخراجات میں کچھ خرچ نہیں کرتی.

بیوی ملازمت کرتی ہے اس سے بچی کی پرورش کے لیے بھی اخراجات اور ملازمہ وغیرہ کی ضرورت ہے، اور بچی پر پانچ سو ریال ماہانہ کا خرچ ہوتا ہے، کیا بچی کی پروش کا خرچ میرے ذمہ ہے یا کہ اس کی والدہ ادا کریگی ؟ اور اگر میرے ذمہ ہے تو کیا میرے ذمہ بیوی کو تنخواہ کے علاوہ بھی کچھ دینا واجب ہوگا حالانکہ گھریلو اخراجات تو میں ہی برداشت کرتا ہوں ؟ بالفرض بیوی ملازمت چھوڑ کر گھر بیٹھ جائے تو اسے ماہانہ جیب خرچ کتنا ملنا چاہیے، جس میں لباس اور تحفہ جات کا بھی خرچ ہو، یہ علم میں رہے کہ اگر ایسا کیا جائے تو ایک سے چار ہزار ریال خرچ کر سکتی ہے، برائے مہربانی اس کا تفصیلی جواب دیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

اہل علم کا اتفاق ہے کہ نکاح کے نتیجہ میں بیوی کا نان و نفقہ واجب ہو جاتا ہے، اور یہ نفقہ معروف طریقہ سے کرنا چاہیے اور بیوی کا نان و نفقہ اس حسن سلوک میں شامل ہوتا ہے جس کا حکم دیتے ہوئے اللہ نے فرمایا:

اور ان عورتوں كے ساتھ حسن معاشرت اختيار كرو النساء (19).

اللہ تعالى كا فرمان ہے:

چاہيے كہ مالدار آدمى اپنى وسعت كے مطابق خرچ كرے اور جس كى روزى تنگ ہو وہ اللہ كے ديے ہوئے سے خرچ كرے، اللہ تعالى كسى بھى جان كو اتنا ہى مكلف كرتا ہے جسقدر اسے ديا ہے الطلاق (7).

ايك دوسرے مقام پر فرمان بارى تعالى ہے:

اور جس كا بچہ ہے اس كے ذمہ ان عورتوں كا نان و نفقہ اور ان كا لباس ہے اچھے اور معروف طريقہ سے، كسى بھى جان كو اس كى وسعت و طاقت سے زيادہ مكلف نہيں كيا جائيگا البقرۃ (233).

اہل و عيال پر خرچ كرنے والے كو اللہ سبحانہ و تعالى كے ہاں بہت زيادہ اجرعظيم حاصل ہوگا كيونكہ اس نے اپنى بيوى اور اولاد كى ديكھ بھال كى اور ان كى ضروريات پورى كيں اور ان كے ساتھ حسن سلوك كا برتاؤ كيا.

مزيد آپ سوال نمبر (22063) كے جواب كا مطالعہ ضرور كريں.

دوم:

بيوى پر اپنے خاوند كى اطاعت كرنا اور گھريلو كام كاج كا خيال اور بچوں كى ديكھ بھال اور تربيت كرنا واجب ہے، اور يہ اشياء اس پر خاوند كے حقوق ميں شامل ہوتى ہيں، اس ليے ان حقوق كى بہتر طريقہ سے ادائيگى كرنا واجب ہے.

اگر بيوى گھر سے باہر جا كر ملازمت اور كام كرتى ہو اور اس كے نتيجہ ميں خاوند كے ان حقوق ميں خلل پيدا ہو تو اس كے نتيجہ ميں درج ذيل شرعى امور منتج ہونگے:

- اگر بيوى نے عقد نكاح ميں ملازمت جارى ركھنے يا ملازمت كرنے كى شرط ركھى اور خاوند نے عقد نكاح كے وقت اسے قبول كر ليا تھا تو پھر نكاح كے بعد بيوى كا ملازمت كے ليے جانا صحيح ہے اس ميں كوئى حرج نہيں، اور ملازمت سے حاصل ہونے والى تنخواہ اور مال بيوى كا خاص ملكيتى حق ہے، خاوند اپنى بيوى كى رضامندى اور خوشى كے بغير تنخواہ ميں سے كچھ بھى نہيں لے سكتا، اور بيوى كو اپنى تنخواہ مرضى كے مطابق خرچ كرنے كا حق حاصل ہے، اس كى تفصيل سوال نمبر (4037) اور (21684) كے جوابات ميں بيان ہو چكى ہے.

لیکن اس صورت میں بھی بیوی کا نان و نفقہ اور اخراجات خاوند کے ذمہ واجب ہوگا، وہ بیوی کے کھانے پینے اور لباس و رہائش مہیا کرنے کا پابند ہے، جب اس نے عقد نکاح کے وقت ملازمت کی شرط قبول کی اور شادی کے بعد بیوی کی ملازمت پر راضی ہوا تھا تو اسے ادراك تھا کہ بیوی کے ملازمت پر جانے کے اوقات میں اسے بچوں کی دیکھ بھال اور تربیت کے لیے کسی آیا کی ضرورت ہوگی، اور اس کے نتیجہ میں اسے مزید اخراجات کا سامنا کرنا پڑیگا، اور پھر مسلمان تو اپنی شرطوں پر قائم رہتے ہیں.

- لیکن اگر بیوی نے عقد نکاح کے وقت ملازمت کی شرط نہیں رکھی تھی تو پھر خاوند اسے گھر سے باہر جانے سے روک سکتا ہے، اور بیوی کو اپنے خاوند کے اس فیصلہ کو رد کرنے کا حق نہیں.

اور اگر تو اس سے انکار کرتی ہے تو وہ نافرمان اور نشز کہلائیگی، اس صورت میں بیوی کا نان و نفقہ ساقط ہو جائيگا، اور خاوند کو یہ حق بھی حاصل ہے کہ اگر وہ ملازمت کرنا چاہتی ہے تو بچوں کی دیکھ بھال اور پرورش کے اخراجات اٹھائیگی، یا پھر گھریلو اخراجات میں خاوند کی معاونت کریگی، یا پھر وہ اپنی تنخواہ سے اپنے اخراجات برداشت کریگی، شرط کے بعد اگر وہ ملازمت کے لیے جانا چاہے تو اسے اس شرط پر پورا اترنا ہوگا.

بحر الرائق میں درج ہے:

" خاوند اپنی کام کرنے اور دھلائی وغیرہ کا کام کرنے والی بیوی کو کام سے روک سکتا ہے؛ کیونکہ بیوی کےگھر سے باہر جانے میں خاوند کو ضرر ہے، بلکہ وہ بیوی کو ہر قسم کی آمدنی والے کام سے منع کر سکتا ہے؛ اس لیے خاوند کے ذمہ بیوی کے اخراجات ہونے کی بنا پر بیوی آمدنی سے مستغنی ہے " انتہی مختصرا

دیکھیں: البحر الرائق (4 / 212).

سوم:

رہا نان و نفقہ کی مقدار کے متعلق تو اس میں " کفائت " یعنی کافی ہونے کا اصول ہے، اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو سفیان رضی اللہ تعالی عنہ کی بیوی ہند رضی اللہ تعالی عنہا کو یہ فرمانا ہے کہ:

" تم بہتر طریقہ سے اتنا کچھ لے لیا کرو جو تمہیں اور تمہارے بچے کو کافی ہو "

صحیح بخاری حدیث نمبر (5364) صحیح مسلم حدیث نمبر (1714).

لیکن اس میں خاوند کی حالت کا خیال رکھا جائیگا کہ آیا وہ غریب و فقیر ہے یا غنی و مالدار، اس لیے کہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے، اور جس پر اس کا رزق تنگ کر دیا گیا ہو تو وہ اس میں سے خرچ کرے جو اللہ تعالی نے اسے عطا کیا ہے، اللہ تعالی کسی بھی جان کو اس کی استطاعت سے زیادہ مکلف نہیں کرتا، عنقریب تنگی کے بعد اللہ سبحانہ و تعالی آسانی پیدا کر دیگا الطلاق (7).

مزید آپ الموسوعۃ الفقھیۃ (41 / 39) کا مطالعہ بھی کریں.

اور یہ کفائت ایك علاقے اور ملك و شہر اور وقت کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے، لیکن اس کو مکمل مقرر کرنے کے لیے تجربہ کار اور متوسط طبقہ سے رجوع کیا جائیگا، اور اگر خاوند و بیوی اس میں اختلاف کریں تو انہیں قاضی سے فیصلہ کرانا چاہیے تا کہ وہ ضرورت پورا کرنے کے لیے ان میں ایك حد مقرر کر سکے.

اور کفائت میں معتبر چیز کھانا پینا اور لباس کے ساتھ علاج معالجہ بھی شامل ہے، اس کے علاوہ باقی دوسرے زائد اخراجات اور تحفہ جات وغیرہ شامل نہیں ہونگے، یا تو خاوند اور بیوی دونوں ایك معین مبلغ پر متفق ہو جائیں، یا پھر وہ اپنا معاملہ قاضی کی عدالت میں پیش کریں تا کہ وہ جو مناسب سمجھے مقرر کر دے.

لیکن ہم آپ کو یہی ترغیب دلائیں گے اور یہی نصیحت کریں گے کہ آپ معاملات کو بہتر طریقہ سے ہینڈل کریں اور درگزر سے کام لیتے ہوئے ایك ایك ریال کا حساب مت کرنا شروع کر دیں، بلکہ سخاوت آپ کا طریقہ اور اخلاق ہونا چاہیے، کیونکہ آپ اپنے سب سے قریب تر جو آپ کے اہل و عیال ہیں پر خرچ کر رہے ہیں، اس لیے آپ مال وافر کرنے کے لیے ان پر تنگی کا باعث نہ بن جائیں، یا پھر کہیں یہ چیز آپ کے اور ان کے درمیان مخالفت کا سبب نہ ہو.

کیونکہ گھر کی سعادت و خوشی تو مجھول مستقبل کو محفوظ کرنے سے بہتر و اولی ہے، اور ہو سکتا ہے جب آپ بیوی کی عزت و تکریم کرتے ہوئے اس سے درگزر کریں اور اس کی محبت اپنے اندر پیدا کریں تو اس کے نتیجہ میں بطور احسان وہ بھی احسان کرے، اور اس طرح آپ کے گھر کی سعادت و خوشبختی لوٹ آئے، اور گھریلو اخراجات میں ممد و معاون ہو جائے.

مزید آپ سوال نمبر (3054) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم .